ناممکن ہو گیا تھا، روسی اہل کاروں کی طرف سے اس سلسلے میں کسی سے رورعایت نہیں برتی گئی۔ روسی بکتر بند گاڑیوں نے شہر کو جانے والے تمام راستے بند کر رکھے تھے خود گروزنی شہر کے اندر ماسکو نواز چیچن حکومت کی پولیس اور روسی فوجوں نے شاہراہوں کے تمام چوراہوں کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی اور تمام ٹریفک معطل کر رکھی تھی۔ مظاہرین نے پوری رات چٹانوں، پکی سلوں، اور دھات کی باڑوں کے ذریعے گروزنی کے اس حصّے کے چاروں طرف رکاوٹیں کھڑی کر رکھی تھیں جہاں صدارتی محل واقع ہے۔ روسی فوج کے ایک ترجمان نے بتایا کہ تباہ شدہ محل کے اوپر بھی چند بندوق برداروں کو دیکھا جا سکتا تھا۔ اس نے مزید کہا "علیحدگی پسند جنگجو شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ اور اُن دو ہزار مظاہرین میں شامل ہو گئے تھے، جو ۴ فروری کو محل کے باہر دھرنا مار کر بیٹھ گئے تھے۔ اتارتاس خبر رساں ایجنسی کے مطابق مظاہروں سے قبل چیچن شہری کاروں اور بسوں کے ذریعہ اور حتیٰ کہ پیدل چل کر گروزنی میں داخل ہوتے رہے۔ ۴ فروری تک چیچن باشندوں کی دارالحکومت گروزنی میں آمد جاری رہی۔ اس دن چیچن عوام نے ایک زبردست مظاہرے کی شکل اختیار کر لی جو روسی افواج کے انخلاء اور چیچنیا کی مکمل آزادی کے لیے نعرے لگا رہے تھے۔ بعد میں مظاہرین صدارتی محل کے باہر دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ چیچن عوام نے پانچ روز تک صدارتی محل پر قبضہ برقرار رکھ کر ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سال تک ظالمانہ فوجی کاروائیوں کے باوجود چیچن ریاست کے دارالحکومت گروزنی پر بھی ماسکو کی گرفت تاحال مکمل نہیں ہو سکی ہے۔

خذلیار سے پرومسکوئی تک: روسی افواج کی سفاکی کی داستان

آزادی اور خود مختاری کے حصول کی خاطر سرگرم عمل چیچن "باغیوں" اور روسی افواج کے درمیان ایک خوفناک جنگ کو شروع ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چلا ہے۔ پڑوسی ریاست داغستان اس سارے عرصہ کے دوران میں چیچنیا میں روسی افواج کی آمد و رفت کا مشاہدہ کرتی رہی ہے۔ اس نے ہزاروں چیچن مہاجرین کو قیام و طعام کی سہولت فراہم کی۔ تاہم یہاں کے کئی ایک باشندوں نے چیچن علیحدگی پسندوں کے اس عمل کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا کہ بے گناہ شہریوں کو یرغمال بنا کر روسی حکومت پر مطالبات تسلیم کروانے کے لیے دباؤ ڈالا جائے۔ روسی افواج یرغمالیوں کو چھڑانے کے لیے جس طرح بھاری ہتھیاروں کی مدد سے داغستان کے شہریوں پر چڑھ دوڑی تھیں، اسے بھی ان لوگوں نے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ توقع کر رہے تھے کہ اس مسئلے کو بھی اُسی طرح پرامن طریقہ

سے حل کر لیا جائے گا جس طرح بڈا نوفسک کے یرغمالیوں کا مسئلہ حل کیا گیا تھا۔ جہاں یرغمالیوں میں سے اکثر کا تعلق روس سے تھا۔ روس کے متذکرہ بالا حملے کے بعد ان لوگوں میں اس احساس نے سر ابھارا ہے کہ چونکہ ان کا تعلق قفقاز سے ہے اور وہ مسلمان ہیں، اس لیے روسی فوجیوں کے دل میں ان کے لیے نرمی یا رحم دلی کا کوئی بھی گوشہ موجود نہیں ہے۔ یہاں ایک دوسری سوچ یہ بھی پائی جاتی ہے کہ روسی انھیں چیچن علیحدگی پسندوں کے ساتھ باہمی جنگ میں الجھا دینا چاہتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف ان کے ذہنوں سے یہ حقیقت ابھی محو نہیں ہوئی ہے کہ امام شامل جنھوں نے انیسویں صدی کے دوران روس کے خلاف جدوجہد میں ۲۵ سال تک ان کی قیادت کی تھی قفقاز میں بسنے والی آوار قومیت کے فرد تھے۔

داغستانی حکام کی خواہش یہ تھی کہ روس - چیچنیا جنگ کو اپنی دہلیز تک درآنے سے روکا جائے لیکن انھیں اپنی اس کوشش میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ یہاں کے مقامی افراد نہ تو روس کے ساتھ کسی تنازعہ میں الجھنا چاہتے ہیں اور نہ ہی چیچنیا کے ساتھ۔ پہلے بڈا نوفسک اور پھر خزلیار میں عام شہریوں کو یرغمال بنا کر چیچن علیحدگی پسندوں نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ وہ جنگ کو روس کے اندر تک لے جائیں گے تاکہ کریملن کو مذاکرات کے ذریعہ مسئلے کا حل دریافت کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔

روس نے جس طریقہ سے پرموسکوئی میں یرغمالیوں کو چھڑانے کی کوشش کی تھی، اسے ایک ریٹائرڈ جنرل الیگزنڈر لیبڈ نے شدید تنقید کا نشانہ بنایا تھا اور اسے اپنی قومی بے عزتی کے مترادف قرار دیا تھا۔ اس واقعہ میں روسی افواج نے یرغمالیوں کو آزاد کروانے کے لیے چیچنیا کے ایک سرحدی گاؤں کو گھیرے میں لے لینے کے بعد اسے ہیلی کاپٹر گن شپس، بھاری ہتھیاروں اور راکٹوں سے شدید گولہ باری کا نشانہ بنایا تھا۔ اس معرکہ کے دوران میں علیحدگی پسندوں کے رہنما سلمان ردائیف اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ قفقاز سے روسی افواج کے انخلا تک اپنی جنگ جاری رکھیں گے۔ روسی افواج کو اس وقت شدید حیرت کا سامنا کرنا پڑا جب انھیں معلوم ہوا کہ سلمان ردائیف زندہ سلامت بچ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ روس میں کئی ایک سیاسی رہنماؤں اور بڑے اخبارات نے اس جارحانہ حملہ کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ جب کہ بین الاقوامی حلقوں نے بھی اس پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔

جنیوا میں قائم انسانی حقوق کے کمیشن نے اس حملہ کو بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی قرار دیا اور یورپی کونسل سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ روس کی جانب سے رکنیت کے لیے دی گئی درخواست کو نامنظور کر دے۔ اگرچہ کونسل نے کمیشن کی اس درخواست کو رد کرتے ہوئے روس کی رکنیت قبول کر لی۔ تاہم پھر بھی کونسل کو چاہیے کہ وہ روس کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ چیچنیا میں جاری ظلم و ستم اور دہشت و بربریت کا سلسلہ فوری طور پر روک دے۔ کمیشن نے داغستان میں عام

شہریوں کو یرغمالی بنانے کے عمل کی بھی مذمت کی اور ساتھ ہی روس کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا کہ اس نے طاقت اور قوت کا وحشیانہ استعمال کیا۔ کمیشن کے مطابق اس تنازعہ کو بات چیت کے ذریعہ حل کیا جاسکتا تھا۔ اس کے برعکس روس نے طاقت کا راستہ استعمال کیا جس سے بڑے پیمانے پر انسانی جانوں کا ضیاع ہوا۔ کمیشن نے مارچ ۱۹۹۶ء میں منعقد ہونے والے اپنے آئندہ اجلاس کے شرکاء سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ روس پر مسئلہ کو پرامن طور پر حل کرنے کے لیے مصالحت کاروں کے تقرر کے لیے دباؤ ڈالیں۔

پرووسکوئی پر روسی حملہ نے خود روسی شہریوں کو بھی دہشت اور حیرت میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور ان میں سے اکثر نے اپنے رہنماؤں کو چیچنیا میں طاقت کے بے دریغ استعمال سے متعلق پالیسیوں کے لیے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ روسی صدر یلسن اس حملے کو اپنی کامیابی قرار دے رہے ہیں جب کہ اکثر روسیوں کا کہنا ہے کہ حملہ میں بھاری ہتھیاروں کے استعمال کی ضرورت نہیں تھی۔ بعض روسی شہریوں نے ان خدشات کا اظہار کیا کہ چیچن اور داغستانی شہریوں کے خلاف طاقت کے اس ظالمانہ استعمال کا واحد مقصد محض اعلیٰ سطح کے بعض رہنماؤں اور ان کے پرستاروں کو خوش کرنا تھا۔ جب کہ جمہوریت نواز حلقوں کا کہنا ہے کہ اس مسئلہ کو خون خرابہ کے بغیر بات چیت کے ذریعہ حل کیا جاسکتا تھا۔ ان کے مطابق حملہ کے دوران جو یرغمالی مارے گئے تھے وہ روسی افواج کی فائرنگ کا نشانہ بنے تھے انہیں چیچن باغیوں نے ہلاک نہیں کیا تھا۔ پرووسکوئی اس حملہ کے بعد مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ گاؤں کے میئر نے شکایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ روسی افواج نے گاؤں میں لوٹ مار بھی کی ہے۔ اس نے صدر یلسن کو اس پورے سانحہ کا ذمہ دار قرار دیا اور صدر یلسن کے اس دعوے کو مسترد کر دیا کہ یہ گاؤں چیچن "باغیوں" کا ٹھکانہ تھا۔ اس حملہ کے نتیجے میں روسی فیڈریشن کے غیر روسی النسل باشندوں کے ذہنوں میں کئی شبہات نے جنم لیا ہے۔ انہیں روسی فیڈریشن کے اندر رہتے ہوئے اپنا مستقبل مخدوش نظر آرہا ہے۔ اقلیتیں اس بات کی شکایت کرتی رہی ہیں کہ ۱۹۹۴ء میں جب سے چیچنیا میں جنگ کا آغاز ہوا ہے، ماسکو اور دوسرے بڑے شہروں میں فوج اور پولیس ایسے افراد کو جو شکل و صورت کے لحاظ سے قفقازی باشندوں سے مشابہت رکھتے ہیں، مسلسل حراساں کرتی رہی ہے جب کہ بعض افراد تو حراست میں لیے جانے کے بعد تاہنوز لاپتہ بھی ہیں۔